سوال

(72) نہری اور برساتی زمین میں فرق

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

وہ زمین جو نہر کے پانی سے پلائی جائے اور وہ زمین جسے بارش سے آباد کیا جائے ان کی پیداوار پر کتنی زکوۃ فرض ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنہ قال فیما سقت السماء والعیون وکان عشریا العشر وما سقی بالنضح نصف العشر)) صحیح البخاری: کتاب الزکوة باب العشر فیما یسقی من ماء السماء والماء البخاری' رقم الحدیث'١٤٨٣.

''یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس زمین کو بارش یا چشموں کے ذریعے پانی پلایا جائے یا ایسے درخت ہوں جن کی جڑیں خود بخود زمین سے اپنی حاصل کریں (یعنی ان کو اوپر سے پانی پلانے کی ضرورت نہ ہو) تو ان سب کی پیداور پر عشر (دسواں حصہ) زکوۃ لاگو ہوگی۔''

اور فرمایا کہ جس زمین کو جانوروں وغیرہ کی محنت سے سیراب کیا جاتا ہو (یعنی کھینچ کر پانی پلایا جائے) تو اس صورت میں اس کی پیداور پر نصف العشر یعنی بیسواں حصہ زکوۃ لاگو ہوگی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس زمین کو بارش سیراب کرے اس کی پیدوار پر عشر (دسواں حصہ) زکوۃ ہے۔

باقی رہا سوال کا دوسرا حصہ یعنی وہ زمین جسے نہر سے پانی پلایا جائے۔ اس کی پیداور پر کتنی زکوۃ ہے تو ظاہر ہے کہ ایسی زمینیں ان زمینوں سے تعلق رکھتی ہیں، جن کے متعلق حدیث میں ہے کہ ان کو جانوروں کے ذریعے پلایا جائے ان کی پیداور پر بیسواں حصہ زکوۃ لاگو ہوگی۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ نے اس مسئلہ میں انسان کی محنت و مشقت کو مدنظر رکھا ہے

یعنی جس زمین کو سیراب کرنے کے لیے پانی لانے میں زیادہ مشقت اور تکلیف درکار ہے اس کی پیدار پر بیسواں حصہ اور جس زمین کو آباد کرنے کے لیے پانی لانے میں زیادہ مشقت و محنت نہیں کرنی پڑتی بلکہ پانی از خود اوپر سے اترتا ہے اور زمین کو سیراب کر دیتا ہے مگر اس کے برعکس جس زمین کو سخت محنت جھیل کر انسان سیراب کرتا ہے تو شریعت نے اس کی محنت پر رحم و کرم کرتے ہوئے اس پر زکوۃ بھی کم رکھی ہے۔ چونکہ آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں نہروں والے پانی کا سسٹم نہیں تھا بلکہ جانوروں کے ذریعے پانی نکال کر زمینیں سیراب کی جاتی تھیں اس لیے آپ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا مگر علماء حقہ نہروں والے پانی سے سیراب کی گئی زمینوں کو ان کے ساتھ ملحق سمجھا ہے، کیونکہ ان میں بھی سخت محنت کرنی پڑتی ہے جیسا کہ نہر کی کھدائی، صفائی اور آبیانہ دینا جس کا مطلب ہے کہ پانی پیسوں کے ساتھ خریدنا پڑتا ہے لہذا اگر اتنی محنت اور خرچ کے بعد بھی اس پر اتنی زکوۃ مقرر کی جائے تو پھر آبادگاروں کے لیے تکلیف مالایطاق بن جائے گی اور شریعت کسی پر بھی اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتی:

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (البقرة:٢٨٦)

''اللہ تعالیٰ کسی پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت کے مطابق۔''

لہذا ایسی زمینوں پر بیسواں حصہ زکوۃ لاگو ہوگی کافی عرصہ پہلے مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے تنظیم اہلحدیث اخبار بھی ایسا فتوی دلائل کے ساتھ شائع ہوا تھا وہ مضمون میں نے پڑھا تھا ممکن ہے کہ دفتر تنظیم اہلحدیث سے وہ شمارہ مل جائے۔

بہرحال علماء اہلحدیث کے محققین موجودہ سرشتہ زمینوں پر بھی نصف عشر بیسواں حصہ زکوۃ سمجھی ہے اور دلائل سے بھی یہ مسلک صحیح سمجھ میں آتا ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 398

محدث فتویٰ